وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (القرآن)

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (الحدیث)

عالم برزخ
کی
مسرّت افزاء باتیں

افادات:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مضمون نگار:

حضرت مولانا محمد رضوان ادروی رحمۃ اللہ علیہ

عالم برزخ کی مسرت افزا باتیں

از افادات امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

(از محمد رضوان اردوی فاضل دیوبند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا محمد رضوان اروروی صاحب فاضل دیوبند

دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا محمد رضوان اروروی نے جون، جولائی، اگست، دسمبر ۱۹۶۱ء اور مارچ ۱۹۶۲ء میں پانچ قسطوں پر مشتمل مضمون لکھا جو ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے مندرجہ بالا مہینوں میں شامل ہوا۔

اس کا نام "عالم برزخ کی مسرت افزاء باتیں" رکھا۔ خالص علمی مضمون ہے۔ ذخیرہ احادیث کا خوب صورت وجامع مجموعہ ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالم برزخ[1] کی مسرت افزاء باتیں

موت زندگی سے بہتر ہے

حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ: "تحفة المؤمن الموت" مومن کا تحفہ موت ہے۔

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں حسین بن علیؓ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی اعظم ﷺ کا ارشاد ہے: "الموت ریحانة المؤمن" کہ موت مومن کے لئے راحت کا سامان ہے۔

دوسری روایت حضرت عائشہؓ کی ہے کہ حضور انور ﷺ کا فرمان ہے: "الموت غنیمة المومن" موت مومن کے لئے مال غنیمت ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں محمود بن لبید کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "یکرہ ابن ادم الموت والموت خیر له من الفتنة" یعنی ابن آدم موت سے بھاگتا ہے، حالانکہ موت اسے بہت سے فتنوں سے محفوظ کر دیتی ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں، طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے؟ "الدنیا سجن المؤمن وسنته فاذا فارق الدنیا فارق السجن والسنة" کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور قحط خانہ ہے۔ جب وہ دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس قید خانے اور قحط خانے کی کشمکش سے علیحدہ اور بے غم ہو جاتا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ مومن جن غائب چیزوں کا انتظار کرتا ہے ان میں سب سے بہتر موت ہے۔

نیز ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مالک بن مغول کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سب سے پہلے جو خوشی مومن کو حاصل ہوتی ہے وہ موت کی ہوتی ہے، کیونکہ اس کے بعد مومن پر باری تعالیٰ کا خاص اکرام وانعام ہوتا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کافر کے لئے جنت، مومن کے لئے قید خانہ ہے اور مومن کی جان جب اس دنیا سے پرواز کر جاتی ہے تو اس کی مثال یوں سمجھو کہ جیسے کوئی قید میں ہو اور جب اس سے نکلے تو مارے خوشی کے زمین پر اچھلنے کودنے لگے۔

---

[1] برزخ: موت کے بعد سے حشر تک جو زمانہ ہوتا ہے اسے برزخ کہتے ہیں: "قال مجاهد البرزخ الحاجز مابین الدنیا والاخرۃ" حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ برزخ دنیا اور آخرت کے بیچ کا زمانہ ہے اور حضرت محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، برزخ والے نہ تو دنیا والوں کی طرح رہتے سہتے، کھاتے پیتے ہیں اور نہ آخرت والوں کی طرح وہ اپنے اعمال کی جزاء دیئے جاتے ہیں بلکہ دونوں کے درمیان کا زمانہ ہوتا ہے۔ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵۶)

"ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون" (القرآن الحکیم)

مصنف ابن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے کہ دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے جب کوئی مرتا ہے تو اس کا راستہ کشادہ ہو جاتا ہے، جہاں چاہے جا سکتا ہے۔

نیز ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ موت تو ہر مسلمان کے لئے تحفہ ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''الموت کفارۃ لمسلم'' موت تو ہر مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الزہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کے لئے دیدار سے بڑھ کر کوئی اور راحت نہیں اور یہ مر کر ہی حاصل ہوگا۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن میں اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کوئی بھی مومن ہو، اس کے لئے موت بہتر ہے اور اسی طرح ہر کافر کے لئے موت ہی بہتر ہے۔ اگر کوئی میری تصدیق نہ کرے تو باری تعالیٰ کا خود فرمان ہے: ''وما عنداللہ خیر الابرار'' کہ جو اللہ کے یہاں ہے، نیک بختوں کے لئے۔

یہ تو مومن کے بارہ میں ہے اور کفار کے متعلق ہے: ''ولا تحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر الانفسھم، الایۃ'' کہ کافر یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں مہلت دیتے ہیں ان کے لئے یہ بھلا ہے۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ کفار کے لئے بھی زندہ رہنے سے موت ہی بہتر ہے کیونکہ وہ جب تک دنیا میں رہیں گے خدا کی نافرمانی کرتے رہیں گے، جس کے سبب ان کے عذاب میں ترقی ہوتی رہے گی۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں، اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ وطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ چاہے کوئی نیک ہو یا بد ہو، اس کے لئے زندگی سے موت ہی بہتر ہے، نیک کے لئے موت اس لئے بہتر ہے کہ فرمان باری ہے: ''وما عنداللہ خیر الابرار'' کہ جو اللہ کے یہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کے لئے، اور فاجر کے لئے بھی زندگی سے موت اس لئے بہتر ہے کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین'' (القرآن الحکیم)

کفار یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں مہلت دیتے ہیں ان کے لئے یہ بھلا ہے، ہم نے تو انہیں چھوڑ دیا ہے کہ اور ترقی کریں گناہ میں اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

طبرانی نے ابو مالک الاشعری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللھم جبب الموت الی من یعلم انی رسولک'' اے اللہ! موت کو اس شخص کے لئے محبوب بنا دے جو مجھے تیرا رسول جانتا ہے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے الترغیب میں لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان حفظت وصیتی فلایکون شیئی احب الیک من الموت'' کہ اگر تم میری کوئی وصیت یاد کرنا چاہو تو تمہیں جاننا چاہئے کہ موت سے زیادہ تمہیں کوئی چیز محبوب اور عزیز نہ ہونی چاہئے۔

امام احمد نے اپنی کتاب الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے بھی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے: ''ما اھدی الی اخ ھدیۃ احب من سلام ولا بلغنی عنہ خیر احب من موتہ'' کہ میرے پاس کسی عزیز نے سلام سے زیادہ محبوب اور بہتر ہدیہ نہیں بھیجا اور مجھے اس کی جانب سے اس کی موت کی خبر سے زیادہ بہتر خبر نہیں پہنچی۔

مراد یہ ہے کہ میرے عزیز واقارب کے ہدیے جو میرے پاس آتے ہیں ان میں سب سے بہتر ہدیہ میرے نزدیک ان کا سلام ہوتا، ایسے ہی ان کی طرف سے جو خبریں مجھے پہنچتیں ان میں سب سے بہتر خبر ان کی موت کی ہوتی کہ اب وہ اللہ کو پیارا ہو گیا، اب وہ خدا کے خاص اکرام وانعام سے نوازا جائے گا۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ میری تمنا ہے کہ میرے دوست کو موت جلدی آئے[1]: ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ محمد بن عبدالعزیز تیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ تم اپنے لئے اور تمہارے اہل میں سے جو تمہارے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کے لئے کون سی چیز پسند کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ موت کو پسند کرتا ہوں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حلیہ میں لکھا ہے کہ ابن عبیداللہ نے مکحول سے کہا کہ کیا آپ جنت کو پسند کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بھلا کون نہیں جنت کو چاہے گا تو ابن عبیداللہ نے کہا کہ تب آپ موت کو پسند کیجئے۔ اس لئے کہ جنت تو مرنے کے بعد ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ حبان ابن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ موت ایک ایسی بھلی چیز ہے جو ایک حبیب کو دوسرے حبیب سے ملا دیتی ہے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ کوئی شئے مومن کے لئے قبر سے بہتر نہیں لہٰذا جو دفن کر دیا گیا گویا وہ دنیا کے غموں سے بے غم ہو گیا اور اللہ کے عذاب سے محفوظ ہو گیا اور لکھتے ہیں کہ طاؤس کہتے تھے کہ آدمی کے دین کی حفاظت قبر بھی کرسکتی ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عطیہ کہتے تھے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ انعام والا وہ بدن ہے جو دفن کر دیا گیا کہ وہ عذاب اور رنج ومحن سے محفوظ ہو گیا۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ موت عابدین کے لئے راحت ہے۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب العزلۃ میں لکھا ہے کہ ربیعہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ موت کی تمنا کرتے ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ اگر مجھ سے خدا اس سلسلے میں سوال کرے گا، تو میں کہہ دوں گا کہ: مولا! مجھے تیری رحمت پر اعتماد تھا اور لوگوں سے مجھے خوف تھا۔

---

[1] اگر دنیا کے رنج ومحن اور فقر وفاقہ سے تنگ آکر کوئی شخص مرنے کی دعا کرتا ہے تو اس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''لایتمنین احدکم الموت لضر نزل بہ'' (شرح الصدور) دیکھو! تم میں کا کوئی شخص اپنے اوپر آئی ہوئی مصیبت سے تنگ آکر موت کی تمنا نہ کرے۔

ہاں! اگر ایسے حالات میں ہو کہ اس کا ایمان خطرے میں ہو تو موت کی دعا جائز ہے، جیسا کہ اسی حدیث کے تحت (ابوداؤد ج ۱ ص ۴۴۳) میں لکھا ہے: ''فاما اذا خاف ضررا فی دینہ او فتنۃ فیہ فلا کراھتہ فیہ'' اور موت کی تمنا خدائے لایزال کی ملاقات کے شوق اور جذبے سے ہو تو اسے بہتر سمجھا گیا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے: ''من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ'' کہ جو اللہ کی ملاقات کو محبوب سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو محبوب سمجھتے ہیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۴۳)

نیز خطابی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں میں سے منصور بن اسماعیل نے ہم لوگوں کو یہ شعر پڑھ کر سنایا:

قد قلتُ إذ مدحوا الحياةَ فاكثروا　　　　في الموتِ ألفُ فضيلةٍ لا تعرَف

ترجمہ: جب لوگ زندگی کی مدح وستائش میں مبالغہ کرنے لگے تو میں نے کہا کہ موت میں تو ہزاروں ایسی فضیلتیں ہیں جو لوگوں پر ظاہر نہیں ہیں۔

منها أمان لقائه بلقائه　　　　وفراقُ كُلِّ معَاشِرٍ لَا ينصَف

ترجمہ: اسی موت کی بدولت اپنے محبوب سے ملاقات کی راحت ملتی ہے اور ہر بے انصاف ظالم ساتھی کی جدائی سے راحت ہوتی ہے۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر لوگ اپنی زندگی پر رونے لگے، اور میرا خود یہ حال تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت کے شوق میں میرے آنسو مجھے وقت سے پہلے ہی لے ڈوبیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ موت کے معنی تنگ جگہ سے کشادہ جگہ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ موت نہ عدم محض ہے اور نہ فنائے محض ہے بلکہ یہ تو روح کے تعلق کا بدن سے علیحدہ ہو جانا، اُن دونوں کے درمیان آڑے آجانا ہے، کیفیت کا بدل جانا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا ہے۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ بلال ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ تم فنا کرنے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہو۔ تمہیں تو ہمیشگی اور دوام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ تم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہو۔

ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نفس کے چار گھر نہیں اور اس کا ہر گھر پہلے والے گھر سے بڑا ہے۔

اوّل: ماں کا شکم ہے؟ جو نہایت تنگ تاریک اور محدود جگہ ہے۔ دوسرا: جس میں وہ جنم لیتا ہے اور کھاتا کماتا ہے۔ تیسرا: گھر برزخ ہے جو اپنی کشادگی میں پہلے گھر سے اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ وہ ماں کے پیٹ کے اعتبار سے کشادہ ہے۔ چوتھا: گھر جنت یا دوزخ ہے جسے دارالقرار کہا جاتا ہے۔

ان چاروں گھروں کی کیفیات اور احکام علیحدہ ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے سلیم بن عامر الحباری کی مراسیل ہے۔ مرفوعاً نقل کیا ہے: "ان مثل المؤمن في الدنيا كمثل الجنين في بطن امه اذا خرج من بطنها بكي على مخرجه حتى اذا رأ الضوء و رضع لم يجب أن يرجع الى مكانه و كذالك المؤمن يجزع من الموت فاذا مضى الى ربه لم يحب أن يرجع إلى الدنيا كما لم يحب الجنين ان يرجع الى بطن امه" کہ مومن کی دنیا میں مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور جب ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو ابتداء وہ اپنے نکلنے پر روتا ہے لیکن جب یہاں کا اجالا دیکھتا ہے اور ماں کا دودھ پیتا ہے تو پھر نہیں چاہتا کہ اب دوبارہ اپنی پہلی جگہ میں جائے۔ ٹھیک یہی حال مومن کا ہے کہ اوّلاً وہ موت سے گھبراتا ہے مگر جب اپنے رب سے جاملتا ہے تو پھر دنیا کا نام نہیں لیتا، جیسے کہ بچہ دنیا میں آنے کے بعد پھر ماں کے شکم کا نام نہیں لیتا۔

نیز عمرو بن دینار کی مراسیل سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص مرا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص دنیا سے کوچ کر گیا اگر یہ وہاں سے راضی ہو گیا جیسا کہ تم میں کو کوئی شخص ماں کے پیٹ میں دوبارہ جانا پسند نہیں کرتا ٹھیک ایسے ہی وہ دنیا میں دوبارہ آنا پسند نہیں کرے گا۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''ما شبهت خروج ابن أدم من الدنيا الا كمثل خروج الصبى من بطن امه من ذلك الغم و الظلمة الى روح الدنيا'' ابن آدم کا دنیا سے کوچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ بچہ ماں کے تیرہ وتاریک اور غم ناک پیٹ سے دنیا جیسی کشادہ اور پرفضا جگہ میں آجاتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی اعظم ﷺ کا ارشاد ہے:

''ماعلى الارض من نفس تموت ولها عندالله خير تحب ان ترجع اليكم ولها نعيم الدنيا و مافيها'' کہ کوئی نفس ایسا نہیں ہے کہ دنیا سے رخصت ہو جائے اور باری تعالیٰ کے نزدیک اس کے لئے دنیا و آخرت کی طرح طرح کی نعمتیں میسر ہوں، پھر وہ تمہاری طرف رخ کرنا چاہتا ہو۔

مومن کی موت کے وقت خدا کی خاص توجہ ہوتی ہے

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے براء بن عازب کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے: ''ان العبد المومن اذا كان في انقطاع من الدنيا و اقبال من الآخرة نزل اليه ملائكة من السماء بيض الوجوه كان وجوههم الشمس معهم الفان من الفان الجنة وحنوط من حنوط الجنة حتى يجلسوا منه من بصره ثم يجيئ ملك الموت عند رأسه فيقول" ايتها النفس المطمئنة اخرجي الى مغفرة من الله ورضوان فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من السقاء وان كنتم ترون غير ذالك فيخرجنها فاذا اخرجوها لم يدعوها في يده طرفة عين فيجعلونها في تلك الاكفان والحنوط ويخرج منها كا طيب نفحة مسك على وجه الارض فيصعداون بها فلا يمر من على ملاء من الملائكة الا قالوا ما هذه الروح الطيبة فيقولون فلان بن فلان با حسن اسمائه التي كانوا يسمونه فى الدنيا حتى ينتهوا به إلى السماء التي تليها حتى ينتهى الى السماء السابعة فيقول الله تعالى اكتبوا كتابه في عليين واعيدوه الى الارض بمعاد روحيه في جسده فياتيه ملكان فيجلسانه فيقولانه من ربك وما دينك فيقول الله ربي والاسلام دينى فيقولان له ما هذا الرجل الذي بعث اليكم وفيكم فيقول هو رسول الله فيقه لان له وما علمك فيقول قرأت كتاب الله تعالى وآمنت به وصدقة فينادي مناد من السماء ان صدق عبدى فافرشوا له من الجنة والنسوة من الجنة وافتحوا اله بابا إلى الجنة فيأتيه من ريحها وطيبها ويفسح له في قبره مد بصره ويأتية - جبل حسن الشباب طيب الرائحة فيقول له ابشر بالذى يسرك هذا برمان الذي كنت توعد فيقول له من انت فوجهك يحيى بالخير فيقول انا عملك الصالح فيقول رب أقم الساعة حتى ارجع إلى أهلي و مالي ''

کہ جب مومن کی دنیا کے ترک کرنے اور آخرت کو اختیار کرنے کی گھڑی ہوتی تو چمکدار آفتاب جیسے مکھڑے والے فرشتے آتے ہیں، جن کے پاس اس کے لئے جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے۔ جو اُس کی نگاہ کے پہنچنے کی دوری پر بیٹھتے ہیں، پھر ملک الموت اُس کے سر کے قریب آتے ہیں اور ''ایتھاالنفس المطمئنۃ اخرجي الی مغفرۃ من اللہ و رضوان'' کہتے ہیں۔ تو جس طرح مشک سے پانی کا قطرہ بہہ کر گرسکتا ہے ایسے ہی (آسانی کے ساتھ) رُوح نکل جاتی ہے اگرچہ تم لوگ کچھ اور محسوس کرتے ہو، تو جب فرشتے روح کو نکال لیتے ہیں تو اسے ملک الموت کے ہاتھ یہ آنکھ جھپکنے تک بھی نہیں رہنے دیتے کہ اسے کفن اور خوشبو میں رکھ دیتے ہیں اس سے مشک جیسی خوشبو نکلتی رہتی ہے۔ (اسی حالت میں) اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی اسے لے کر گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں کہ آخر یہ کون سی پاکیزہ روح ہے؟ تو نہایت عمدگی سے اس کا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں ہیں۔ اسی طرح ساتویں آسمان تک کہتے چلے جاتے ہیں تو باری تعالیٰ کہتے ہیں کہ اچھا اسے (علیین) میں مندرج کر کے زمین کی طرف لوٹا دو! چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ ''من ربک'' تمہارا رب اور پالن ہار کون ہے؟ اور ''وما دینک'' تمہارا دین کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ ''اللہ ربی'' میرا رب اللہ ہے اور ''والاسلام دینی'' میرا دین اسلام ہے، پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ شخص جو تم لوگوں کے پاس بھیجے گئے تھے کون ہیں؟ تو جواب دے گا کہ یہ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر پوچھیں گے کہ اچھا تمہیں اس کا علم کیسے ہوا کہ یہ رسول ہیں؟ تو کہے گا میں نے اللہ کی کتاب پڑھی ہے۔ اس لئے میں ان پر ایمان رکھتا اور ان کی تصدیق کرتا ہوں (اس سوال و جواب کے بعد) ایک ندا دینے والا آسمان سے یہ ندا دے گا کہ میرا بندہ اپنے کہنے میں سچا ہے۔ اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو اور اسے جنتی کپڑے پہنا دو اور جنت کا دروازہ (اس کے لئے) کھول دو کہ اس کی ہوا اور خوشبو اسے آتی رہے۔

تو اس کی قبر اس کی نگاہ کی حد تک کشادہ کر دی جائے گی اور اس کے پاس اچھے کپڑے اور بہتر خوشبو والا مرد آئے گا اللہ کہے گا کہ تمہیں اس چیز پر خوش ہونا چاہئے جس کا آج کے دن تم سے وعدہ کیا گیا تھا، تو یہ اس سے پوچھے گا کہ آخر تم کون ہو کہ تمہارے چہرے سے بہتری نمایاں ہے۔ یہ شخص جواب دے گا کہ میں تمہارا صالح عمل ہوں (جو تمہیں یہ بشارت دے رہا ہوں) تو یہ شخص کہے گا کہ اے میرے مولیٰ! قیامت کو (جلدی) قائم کر، تا کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف پہنچ جاؤں۔

ابن ابی الدنیاؒ نے مرفوعاً نقل کیا ہے: ''ان المؤمن اذا احتضر و رای ما اعد اللہ لہ جعل یتھوع نفسہ من الحرص علی ان تخرج فھناک احب لقاء اللہ و احب اللہ لقائہ و ان الکافر اذا احتضر و رای ما اعد اللہ لہ جعل یتبع نفسہ کراھیۃ ان تخرج فھناک کرہ لقاء اللہ و کرہ اللہ لقائہ'' کہ مومن کی موت کا وقت جب قریب ہوتا ہے اور وہ انعامات جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تیار کر رکھے ہیں، انہیں دیکھتا ہے تو حرص میں اپنی جان کو اگل کر پہنچنا چاہتا ہے اور وہاں خدا کی ملاقات کو محبوب سمجھتا ہے اور خدا اس ملنا پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے اور وہ خدا کے پاس اپنے لئے تیار کردہ عذاب کو دیکھتا ہے تو وہ مارے ڈر کے نکلتی ہوئی جان کو بھی دبانا اور نکلنا چاہتا ہے اور خدا کے روبرو ہونا نہیں چاہتا اور خدا بھی اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معجم میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اپنی کتاب المعرفۃ میں کئی واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ ابن خزرجی کے والد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کے سر کے قریب ملک الموت کو دیکھا تو فرمایا: ''یا ملک الموت ارفق بصاحبی فانہ مؤمن فقال ملک الموت طب نفسا و قر عینا و اعلم انی بکل مؤمن رفیق'' کہ اے ملک الموت میرے ساتھی کے ساتھ شفقت و مروت رأفت و رحمت کا معاملہ کرنا کیونکہ یہ مومن ہے، تو ملک الموت نے جواب دیا کہ آپ مطمئن رہیں میں ہر مومن کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہوں۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا کہ آپ اپنی اس صورت کو دکھائے جس صورت میں کہ آپ مومن کی روح قبض کرتے ہیں۔ چنانچہ ملک الموت نورانی جسم حسین صورت اور نہایت بارونق ہو کر سامنے آئے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن اپنی موت کے وقت آپ کی اس صورت و ہیئت کے علاوہ خدا کا کوئی اور انعام و اکرام نہ دیکھے تو یہی اتنا اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔

عبدالرحیم الارانی ''کتاب الاخلاص'' میں ضحاک کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب مومن کی روح قبض ہو کر آسمان کی طرف چڑھتی ہے تو اس کے ساتھ بہت سے مقرب بارگاہ لم یزل فرشتے ہو لیتے ہیں یہ سلسلہ ساتوں آسمانوں تک رہتا ہے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچ کر فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب آپ کا فلاں بندہ ہے حالانکہ باری تعالیٰ اسے جانتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے کہنے کے بعد ہی اس کے عذاب سے خلاصی کا ایک پروانہ: ''کلا ان کتاب الابرار لفی علیین و ما ادراک ما علیون کتاب مرقوم یشھدہ المقربون ہرگز نہیں بے شک اعمال نامہ نیکوں کا علیین میں ہے اور تمہیں کیا خبر ہے کہ کیا ہے علیین؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا جسے نزدیک والے یعنی فرشتے دیکھتے ہیں مل جاتا ہے۔''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن علبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ اللہ اکبر کا ارشاد گرامی نقل کیا ہے: ''ان المؤمن اذا کان فی اقبال من الاٰخرۃ و ادبار من الدنیا نزل ملائکۃ من السماء کان وجوھھم الشمس بکفنہ و حنوطہ من الجنۃ فیقعدون حیث ینظر الیھم فاذا خرجت روحہ صلی علیہ کل ملک فی السماء والارض'' کہ مومن کی موت کا وقت جب قریب ہوتا ہے تو آسمان سے سورج کی طرح چمکدار چہرے والے فرشتے اس کے لئے جنت سے کفن اور خوشبو لے کر اترتے ہیں اور اس سے اتنی دور بیٹھتے ہیں جہاں کہ اس کی نظر پہنچ سکتی ہے اور جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو اس پر زمین و آسمان کے فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اس کی مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

امام احمد و نسائی اور حاکم و بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے: ''ان المومن اذا قبض اتتہ ملائکۃ الرحمۃ بحریرۃ بیضاء فتخرج کالطیب و اطیب من ریح المسک حتی انہ یناولہ بعضھم بعضا فیسمونہ باحسن الاسماء لہ حتی یاتوا بہ باب السماء فیقولون ماھذا الریح التی جاءت عن الارض و کلما اتوا سماء قالوا مثل ذلک حتی یاتوا بہ ارواح المؤمنین فلم یکن لھم فرح افرح من احدھم عند لقائہ و لا قدم علی احد کما قدم علیھم فیسالونہ ما فعل فلان فیقولون دعوہ حتی یستریح فانہ کان فی غم الدنیا'' کہ مومن کی روح جب قبض کی جانے لگتی ہے تو رحمت کے فرشتے اس کے پاس سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں جس کی خوشبو مشک کی خوشبو سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتی ہے (اس کپڑے میں اسے ملبوس کر کے) فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ اوپر لے جاتے ہیں اور اسے نہایت اچھے ناموں سے پکارتے ہیں یہاں تک

کہ اسے لے کر آسمان کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں تو وہاں کے فرشتے کہتے ہیں کہ آخر یہ کون سی خوشبو ہے جو زمین سے آئی ہے؟ جوں جوں فرشتے اسے لے کر چڑھتے ہیں ہر آسمان کے فرشتے یہی کہتے ہیں یہاں تک کہ اسے اس مقام پر پہنچا دیتے ہیں جہاں مومنین کی روحیں ہوتی ہیں، اب ان روحوں کی خوشی کا کیا کہنا، انہیں تو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس سے پہلے کسی کی آمد پر ہمیں تو اتنی خوشی ہوئی ہی نہیں، اور نہ کوئی اس شان سے ان کے پاس آیا تو اس کے آتے ہی خوشی میں اس سے پوچھنے لگتے ہیں اچھا بتاؤ فلاں شخص وہاں کیا کر رہا ہے؟ تو یہ دیکھ کر فرشتے ڈانٹ دیتے ہیں، ابھی اسے چھوڑ دو، آرام کرنے دو کہ اب تک دنیا کے جھن جھٹوں میں پھنسا رہا۔

حضرت براءؓ حضرت ابوہریرہؓ کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''ان المومنين اذا حضر اتته الملائكة بحريرة فيها مسك ونبر وريحان تفسل روحه كما تسل الشعرة من العجين ويقال ايتها النفس المطمئنة اخرجي راضية مرضية عليك الى روح الله وكرامته فاذا خرجت روحه وضع على ذلك المسك والريحان وطربت عليه الحريرة وذهب به الى عليين''

مومن کی موت کا وقت جب قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشمی کپڑا لاتے ہیں، جس میں مشک وعنبر اور ریحان ہوتے ہیں۔ پھر اس کی روح کو اس طرح (آسانی کے ساتھ) نکالتے ہیں جیسے کہ بال کو آٹے سے کھینچ لیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے: ''ايتها النفس المطمئنة اخرجي راضية مرضية عليك الى روح الله وكرامته'' اے مطمئن نفس چلو خوش خوش اس طور پر کہ اللہ بھی راضی ہے اللہ کے حکم اور اس کے اکرام اور اعزاز کی طرف۔

جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو اس مشک و ریحان کے اوپر رکھ کر اس کے اوپر اس کپڑے کو لپیٹ دیتے ہیں اور اسے علیین میں پہنچا دیتے ہیں۔

جونی رحمۃ اللہ نے اپنی تفسیر میں والسابحات سبحا کے تحت حضرت ابن عباس کی تفسیر سے نقل کیا ہے کہ مومنین کی روحیں ملک الموت کو ''اخرجي ايتها النفس المطمئنة الى روح وريحان ورب غير غضبان''

ترجمہ: اے مطمئن نفس چلو! راحت اور روزی کی طرف اور اپنے رب کی طرف جو تم سے خفا نہیں ہے۔

کہتے ہوئے دیکھتی ہیں تو مارے خوشی کے اُچھلنا شروع کر دیتی ہیں جیسے کہ پانی میں ڈوبنے والا غوطے کھاتا ہے یعنی وہ روحیں اللہ کے اکرام واعزاز کی طرف لپک کر بڑھنا چاہتی ہیں۔

ہنا ابن السری رحمۃ اللہ نے کتاب الزہد میں اور طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں عبیداللہ ابن عمروؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو وفات دیتے ہیں تو اُس کے پاس دو فرشتوں کے ہاتھ جنت کا کپڑا اور خوشبو بھیج دیتے ہیں، تو فرشتے اس سے جا کر کہتے ہیں کہ: ''اے مطمئن نفس چلو! راحت ومعیشت اور اپنے رب کی طرف جو تم سے خفا نہیں کیا ہی بہتر ہے وہ ہے جو آگے چلتا ہے۔'' (اتنا کہنے پر) اُس کی روح بدن سے خوشبو میں بسی ہوئی اس طرح نکلتی ہے جیسے کہ مشک کی خوشبو پھیل رہی ہو، اور جس کا احساس سب کو ہوتا ہوا اور آسمان پر فرشتے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ! آج تو زمین سے ایک پاکیزہ روح ہماری طرف آرہی ہے۔ چنانچہ جب آسمان کے دروازے پر وہ روح پہنچتی ہے فوراً اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اُس پر فرشتے نماز پڑھتے ہیں پھر اُس کے پیچھے چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ رب غفور کے حضور اُسے پہنچا دیتے ہیں۔ پھر سجدے میں گر کر کہتے ہیں کہ مولیٰ! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ ہم نے اس کی روح قبض کی اور تو اسے خوب جانتا ہے تو ارشاد باری ہوتا ہے کہ اس سے کہو کہ سجدہ کرے۔

چنانچہ وہ روح سجدے میں گر جاتی ہے تو حضرت میکائیل کو بلایا جاتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ اسے مومنین کی روح کے ساتھ کر دو! میں تم سے قیامت میں اس کے متعلق پوچھوں گا اور اُس کی قبر کو حکم ہوتا ہے تو وہ ستر (۷۰) ہاتھ طولاً اور عرضاً کشادہ ہو جاتی ہے۔ پھر اس میں ریشمی فرش بچھا دیا جاتا ہے اور اگر وہ دنیا میں قرآن کی کچھ تلاوت کئے ہوتا ہے تو قبر میں اُس کی روشنی پھیلا دی جاتی ہے ورنہ آفتاب کی طرح روشنی کا انتظام کر دیا جاتا ہے اور جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے وہ اپنی جگہ کو جنت میں صبح وشام دیکھتا رہتا ہے۔

سعید ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس پانچ سو فرشتے آتے ہیں اور اُس کی روح قبض کرتے ہیں اور اُسے آسمائے دنیا پر لے جاتے ہیں تو اُس سے مومنین کی روحیں ملاقات کرتی ہیں۔ پھر اُس سے کچھ دنیا کی باتیں پوچھنا چاہتی ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ ارے اس پر کچھ رحم تو کرو کہ ابھی یہ دنیا کی مصیبتوں سے نکل کر آ رہا ہے۔ پھر (کچھ ٹھہر کر) پوچھتے ہیں کہ فلاں کیسا ہے فلاں کیسا ہے؟ یہاں تک کہ اس کے بھائی اور دوست کو دریافت کر جاتے ہیں۔

ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں، اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کی روح جب بدن سے نکلتی ہے تو اُس میں مشک سے کہیں زیادہ خوشبو ہوتی ہے اُسے لے کر فرشتے آسمان پر چڑھتے ہیں تو آسمان کے فرشتے آسمان سے ہی ان فرشتوں سے ملاقات کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے اور اس کے اعمال کا بہترین طریقے پر تذکرہ کرتے ہیں، تو فرشتے اُن سے کہتے ہیں کہ تم لوگوں کو اللہ زندہ رکھے اور اُسے بھی جو تمہارے ساتھ ہے۔

پھر آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُسے فرشتے عمل کے دروازے سے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، اُس وقت اُس کا چہرہ چمکنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ خدائے ذوالجلال کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور اس کا چہرہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوا ہوتا ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''والتفت الساق بالساق'' کی تفسیر کے تحت ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ ادھر لوگ اُس کے بدن کو سپرد خاک کر کے خدا کے پاس پہنچاتے ہیں اور اُدھر دوسری طرف فرشتے اُس کی روح کو خدا کی بارگاہ میں حاضر کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب مومن کی روح قبض کی جانے والی ہوتی ہے تو وہ بشارت کا احساس کر لیتا ہے اور جب اُس کی روح نکل جاتی ہے تو وہ پکارتا ہے کہ مجھے جلدی ارحم الراحمین کے پاس لے چلو! جس کو انسان و جنات کے علاوہ سب سنتے ہیں اور جب اُسے تخت پر رکھتے ہیں تو کہتا ہے کہ کتنی دیر کرتے ہو کیوں نہیں جلدی لے کر چلتے اور جب اُسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اُسے اُٹھا کے بٹھایا جاتا ہے تو وہ جنت میں اپنی جگہ اور عیش و آرام کے سامان کو دیکھ لیتا ہے۔ پھر اُس کی قبر خوشبویات اور کھانے پینے کی چیزوں سے بھر دی جاتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ مولی! جلدی مجھے جنت میں داخل کر دے۔ تو ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو! تمہارے بھائی اور بہنیں تم سے ابھی ملی نہیں ہیں، اس لئے تم ابھی قبر ہی میں سیر چشمی کے ساتھ سوؤ!

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہو کہ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب مومن سے فرشتے کہتے ہیں کہ کیا تمہیں دنیا میں لے چلیں؟ تو کہتا

ہے کہ کیا وہاں جہاں رنج وغم اور مشکلات آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑتے؟ مجھے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس لے چلو!

مروزی نے اپنی کتاب الجنائز میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کی روح گلدستہ میں رہتی ہے، پھر آیت: ''فاما ان کان من المقربین فروح وریحان و جنت نعیم'' تلاوت کی کہ اگر مقربین بارگاہ سے ہوتو اس کے لئے راحت اور روزی اور جنت نعیم ہے۔

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے آیت: فروح وریحان کی تفسیر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ مؤمن ان دونوں کو مرنے کے وقت پالیتا ہے۔ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے بکر بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب ملک الموت کو مومن کی روح قبض کرنے کا حکم ہوتا ہے تو وہ جنت سے خوشبو لے کر حاضر ہوتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تم اسی خوشبو میں روح کو قبض کرو۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب مومن کی روح قبض کرنی ہوتی ہے تو خوشبویات کا ڈھیر جنت سے لایا جاتا ہے اور اس میں اس کی روح کو قبض کرکے رکھا جاتا ہے۔

نیز ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے: ''مومن کی روح جنت کے ریشمی کپڑے میں قبض کی جاتی ہے۔''

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ ابی العالیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب مقربین بارگاہ میں سے کسی کو دنیا چھوڑنی ہوتی ہے تو جنت کے باغیچے سے ایک خوشبودار ٹہنی لادی جاتی ہے جسے وہ سونگھتا ہے پھر روح قبض کرلی جاتی ہے۔

ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اول ما یبشر به المؤمن في قبره ان یقال له البشیر برضا الله و الجنه قدمت خیر مقدم قد غفر الله لمن یشیعات الی قبرك و صدق من شهد لك و استجاب لمن یستغفر لك'' کہ سب سے پہلے مومن کو قبر میں جو خوشخبری دی جائے گی وہ یہی ہوگی کہ تم خوش ہو جاؤ! اللہ کی رضا مندی اور جنت سے کہ تمہاری آمد بہت اچھی ہے اور معاف کر دیا اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو جس نے تمہاری مشایعت قبر تک کی اور جس نے تمہارے لئے مغفرت طلب کی اُسے قبول کر لیا اور جب اللہ تعالیٰ کسی کی روح قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ملک الموت کو وحی کرتا ہے کہ تم پہلے میرا اسلام جا کر کہنا! چنانچہ موت کا فرشتہ روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو پہلے خدا کا سلام عرض کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ محمد قرضی نے کہا ہے کہ مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو موت کا فرشتہ آ کر کہتا ہے: ''السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ولی الله'' اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ پھر اس کے استدلال میں محمد قرضی نے آیت: ''الذین تتوفاهم الملائكة طیبین یقولون سلام علیکم'' پڑھی۔

<u>ترجمہ</u>: جن کی روح قبض کرتے ہیں فرشتے اور وہ ستھرے ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہو تم پر۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کو مرنے کے بعد اُس کی اولاد کے راہ راست پر ہونے کی خوشخبری دیدی جاتی ہے تاکہ وہ مطمئن رہے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول: ''لهم البشری في الحیوة الدنیا و في الآخرة'' کے تحت حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ مومن اپنی موت سے پہلے یہ احساس کر لیتا ہے کہ کہاں کہاں اُسے رہنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول: ''ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا اتتنزل

علیهم الملائکۃ ان لا تخافوا و لا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التي کنتم توعدون" یقیناً جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھراسی پر قائم رہے اُن پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم نہ ڈرو!اور نہ غم کھاؤ!اور خوش خبری سنو!اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا؟ کے تحت حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ یہ سب موت ہی کے وقت ہوگا۔

اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "ان لا تخافوا و لا تحزنوا وابشروا" کے تحت حضرت مجاہد کی تفسیر نقل کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ تم موت اور آخرت کے معاملہ سے خائف مت ہو اور جو بال بچے دنیا میں چھوڑ کر جارہے ہو ان پر غمگین مت ہو ہم اُن تمام پر تمہاری قائم مقامی کریں گے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تم جہاں جانے والے ہو وہاں سے خائف مت ہو، تو اُس کا خوف ختم ہو جائے گا اور یہ بھی کہا جائے گا کہ تم اس کی بھی فکر مت کرو کہ تمہارے گھر والوں کی حالت کیا ہوگی اور اب تو تم خوش ہو جاؤ جنت ہے۔ چنانچہ وہ بےفکر ہو جائے گا اور اُس کی روح قبض کر لی جائے گی اور سیر چشم ہو جائے گا۔

ابن ابی حاتم اللہ تعالیٰ کے قول: "یاایتها النفس المطمئنة ارجعي إلى ربک راضية مرضية" کی تفسیر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ: جب اللہ تم کسی مومن بندے کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو مومن کے دل کو اپنے سے مطمئن کر دیتا ہے اور خود بھی اُس سے مطمئن ہو جاتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المشیخۃ البغدادي میں لکھا ہے کہ میں نے ابوسعید اور حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما الواعظ سے کہتے ہوئے سنا کہ محمد ابن الحسن الواعظ بیان کرتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ انہوں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کی ہتھیلی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم توجہ سے لکھ کر یہ حکم کرتا ہے کہ جاؤ! جب بندے کے مرنے کا وقت قریب ہو تو اُس کے سامنے اپنی ہتھیلی کھول دینا، بس وہ اس لکھے ہوئے کو دیکھ لے گا۔ چنانچہ عارف کی روح سے دیکھ کر آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے اُس کی طرف اڑ جاتی ہے۔

الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "جب اللہ کسی ایسے بندے کی روح قبض کرنے کا حکم دیتا ہے جو دوزخ کا مستحق ہے تو پہلے کہتا ہے کہ جاؤ! بندے سے کہو کہ تمہیں جنت کی خوش خبری ہے۔ مگر جب کہ تم اتنے دنوں اپنی بداعمالیوں کا عذاب دوزخ میں بھگت لو گے!"

فاللہ سبحانہ ارحم الراحمین

میت کی روح سے روحوں کی ملاقات

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے بندے اس طرح ملتے ہیں جیسے کہ دنیا والے کسی خوشخبری سنانے والے سے بےتحاشا خوش ہو کر ملتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ دیکھو اپنے ساتھی کو کہ اسے آرام مل گیا یہ دنیا میں بہت ہی تکلیف میں تھا، پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کر رہا ہے؟ اور فلاں عورت نے شادی کی کہ نہیں؟ (اوکما قال)

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ مومن کے اوپر جب موت نازل

ہوتی اور وہ جب مشاہدہ کرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ کاش روح جلد نکل جاتی اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کے خواہاں رہتے ہیں اور مومن کی روح جب آسمان پر جاتی ہے تو اس کے پاس مومنین کی روحیں آتی ہیں اور اس سے جاننے والوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرتی ہیں۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے کہ مومن کی دوروحیں آپس میں ایک دن کی مسافت پر ملاقات کرتی ہیں۔ حالانکہ ایک نے دوسرے کو کبھی دیکھا نہیں ہوگا۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ بشر بن براء ابن معروف رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو ان کی والدہ کو ان کے چلے جانے کا بہت غم ہوا تو نبی انور علیہ صلوٰۃ اللہ الاکبر کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ قبیلہ بنی سلمہ میں سے ایک نہ ایک ہمیشہ مرتے ہی رہتے ہیں تو کیا مردے ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں جیسے کہ درخت کی چڑیاں آپس میں جانتی پہچانتی ہیں۔ چنانچہ بن مسلمہ کے کسی شخص کی موت قریب ہونی معلوم ہوتی تو بشر کی ماں اس کے پاس آکر اسے سلام کرتیں اور کہتیں کہ میرا اسلام بشر کو پہنچا دینا۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کا بچہ اس کا استقبال کرتا ہے جیسے دنیا میں کسی سفر سے آنے والے کا کیا جاتا ہے۔ نیز ثابت بنانی سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کے وہ اہل واقارب جو اس سے پہلے مرچکے ہوتے ہیں وحشت محسوس کرتے رہتے ہیں، مگر اس کی آمد سے انہیں ایسی ہی خوشی ہوتی ہے جیسے کسی آدمی کے باہر سے آنے سے اس کے گھر والوں کو خوشی ہوتی ہے اور میت بھی ان سے مل کر خوش ہوتی ہے۔

مرنے والے تجہیز و تکفین کرنے والوں کو پہچانتے ہیں

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیز ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''ان المیت یعرف من یغسله و یحمله و من یکفنه و یدلیه فی حضرته'' میت غسل دینے والے اور اپنے اٹھانے والے اور کفنانے والے کو پہچانتی ہے اور اسے بھی جو اسے قبر میں داخل کرتا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حلیہ میں عمرو بن دینار سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ اپنے جسم کو دیکھتی رہتی ہے کہ کیسے کیسے غسلا یا اور کفنایا جاتا ہے اور کیسے اسے لے جایا جاتا ہے اور وہ جب تختہ پر ہوتا ہے تو اس سے کہتا جاتا ہے کہ تم اپنی تعریف لوگوں کی زبانی سنو۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مردہ ہر چیز جانتا پہچانتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہے کہ تم مجھے جلدی غسل سے فارغ کردو اور اس سے کہا جاتا ہے (جب کہ وہ ابھی تختہ پر ہوتا ہے) کہ تم لوگوں سے اپنی تعریف سنو۔ نیز انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ میت کو مقبرہ کی طرف لے جائے جانے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میت کی کرامت اس کے گھر والوں پر یہ ہے کہ اسے جلدی دفن کیا جائے۔

مومن کے مرنے پر زمین و آسمان روتے ہیں

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مامن انسان الا له بابان في السماء باب يصعد منه عمله و باب ينزل منه رزقه فاذا مات العبد المومن بكيا عليه" کہ ہر انسان کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک سے اس کا وہ عمل جو دنیا میں کیا ہے اوپر چڑھتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا رزق اترتا ہے تو جب کوئی مومن مرتا ہے تو اس پر دونوں دروازے روتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مومن کے مرنے پر وہ جگہ روتی ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا اور آسمان کی وہ جگہ بھی روتی ہے جہاں سے اس کا عمل اوپر چڑھتا تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عطا خراسانی سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ کے لئے زمین کے جس حصہ پر سجدہ کرتا ہے تو وہ حصہ زمین کا قیامت کے دن اس کا شاہد ہوگا اور جس دن وہ بندہ مرتا ہے تو وہ زمین اس پر روتی ہے۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے (کامل) میں اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا ہے کہ: "ان المؤمن اذا مات تجملت المقابر بموته فليس منها بقعة الا وهي تتمنى ان يدفن فيها" مؤمن جب مرتا ہے تو مقبرے مزین اور آراستہ ہو جاتے ہیں اور ان کا ہر گوشہ متمنی ہوتا ہے کہ یہ مجھ میں دفن کیا جائے۔

قبر کا مومن کو از راہ شفقت دبوچنا

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبوچنے کا تذکرہ کیا ہے اس وقت سے مجھے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "يا عائشه ان صوت منكر ونكير في اسماع المؤمنين كالاثمد في العين و ضغطة القبر على امومن كا لام الفيقة يشكر اليها ابنها الصداع فتغمز راسه غمزا رفيقا ولكن يا عائشة ويل للساكين في الله يضغطون في قبورهم كضغطة الصخرة على البينة" (الحدیث)

اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) منکر نکیر کی آواز مومنین کے کانوں میں ایسی ہی معلوم ہوگی جیسے کہ اثمد (سرور بخش سرمہ) آنکھ میں ثابت ہوتا ہے اور قبر مومن کو ایسے ہی دبائے گی جیسے کہ شفیق ماں سے اس کا لڑکا اپنے سر کے درد کی شکایت کرتا ہے تو اس کے سر کو دبانے لگتی ہے۔ لیکن ہاں! اے عائشہ رضی اللہ عنہا ہلاکت ہو خدائے لم یزل کے بارے میں شک کرنے والوں کو کہ وہ اپنی قبروں میں اس طرح دبائے جائیں گے جیسے کہ پتھر سے انڈے کو دبا دیا جاتا ہے تو وہ چور چور ہو جاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے تیمی سے نقل کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ قبر کے دبانے کی وجہ یہ ہے کہ زمین ان کی ماں ہے، یہ اسی سے پیدا کئے گئے۔ لہٰذا یہ جب اتنی مدت تک غائب رہنے کے بعد اس کی طرف لوٹتے ہیں تو زمین ان کو ایک رحم دل ماں کی طرح دبوچتی ہے۔ لہٰذا ان میں جو اللہ کے فرمانبردار ہوتے ہیں ان کو رحمت و رافت کے ساتھ دباتی ہے اور جو خدا کے باغی اور نافرمان ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ سخت دلی کا معاملہ کرتی ہے۔

قبر مومن کی آمد پر خوش آمدید کہتی ہے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''اذا دفن العبد المؤمن قال له القبر مرحبا واهلا اما ان كنت لاحب من يمشي على ظهري الى فاذا وليتك اليوم وصيرت الى فسترى صنعي بك فيسع له مد بصره ويفتح له باب الى الجنة'' کہ جب مومن دفن کیا جاتا ہے تو اس سے قبر دیدہ و دل فرش راہ ہو کر کہتی ہے کہ دیکھو! تم میری پشت پر چلنے والوں میں میرے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔ لہٰذا آج جب میں تم سے قریب ہوئی ہوں اور تم مجھ میں آرہے ہو تو تم میرے برتاؤ کو دیکھ لوگے۔ چنانچہ وہ قبر اس کی تاحد نگاہ کشادہ ہو جائے گی اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ (الحدیث)

نیز نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: ''انما القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار'' قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

میت کے پاس منکر نکیر کی آمد اور پیغام مسرت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه وانه يسمع قرع نعالهم قال ياتيه ملكان فيقعدانه فيقولان ما كنت تقول في هذا الرجل فاما المؤمن فيقول اشهد انه عبد الله ورسوله فيقولان انظر الى مقعدك في النار وقد ابدلك الله به مقعداً من الجنة قال النبي ﷺ فيراهما جميعا قال قتادة وذكر لنا انه يفسح له في قبره سبعون ذراعا ويملاء عليه خضراً'' کہ جب بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے فرمایا کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں پھر سوال کرتے ہیں کہ اس شخص (ﷺ) کے بارے میں تم کیا کہتے ہیں؟ تو مومن اس کے جواب میں کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کی یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو فرشتے کہیں گے کہ دیکھو! اپنے مقام کو دوزخ میں جس کے بجائے اللہ نے تمہاری جگہ جنت میں کردی ہے، آپ نے فرمایا چنانچہ وہ ان جگہوں کو پورے طور پر دیکھ لے گا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا کہ ستر گز اس کی قبر وسیع کردی جائے دی اور پوری جگہ شاداب ہو جائے گی۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے آخر میں ذیل کے الفاظ زیادہ نقل کئے ہیں: ''فيقول دعوني حتى اذهب فابشر اهلي فيقال له اسكن'' یعنی مردہ کہے گا مجھے چھوڑ و! تاکہ میں جاؤں اور اپنے گھر والوں کو خوش خبری دے آؤں تو اس سے کہا جائے گا تم یہاں اطمینان سے رہو۔

ترمذی، بیہقی اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اذا قبر الميت اتاه ملكان اسودان ازرقان يقال لاحدهما منكر وللآخر نكير فيقولان له ما كنت تقول في هذا الرجل فيقول هو عبد الله ورسوله واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله فيقولان قد كنا نعلم انك تقول هذا ثم يفسح له في قبره سبعون ذراعا في سبعين عرضا ثم ينور له فيه فيقال له

ثم فیقول ارجع الی اھلی فاخبرھم فیقولون لہ نم کنومۃ العروس الذی لا یوقظہ الا احب اھلہ الیہ حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک ‘‘ کہ جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس نیلگوں آنکھوں والے دو سیاہ رنگ کے فرشتے آتے ہیں جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص کو کیا کہتے تھے؟ تو وہ جواب دے گا کہ یہ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ تو یہ فرشتے کہیں گے کہ ہم سمجھ رہے تھے کہ تم یہی جواب دو گے، پھر اس کی قبر ستر گز لمبی چوڑی کشادہ اور منور کر دی جائے گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ (اب) تم سوؤ! تو وہ کہے گا کہ مجھے چھوڑ دو، میں جاؤں اور گھر والوں کو اس کی خبر دے دوں، تو فرشتے اس سے کہیں گے (نہیں، نہیں) تم اس دولہا کی طرح سو جاؤ جس کو صرف وہی بیدار کر سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے محبوب ہو، یہاں تک کہ خود اس کی خواب گاہ سے اللہ تعالیٰ بیدار کرے گا۔ (الحدیث)

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے (صحیح) میں اور حاکم و بیہقی اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ’’والذی نفسی بیدہ ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ یسمع خفق نعالھم حین یولون عنہ فاذا کان مؤمنا جاءت الصلوۃ عند راسہ والزکوۃ عن یمینہ والصوم عن شمالہ وفعل الخیرات والمعروف والاحسان الی الناس من قبل رجلیہ فیؤتی من قبل راسہ فتقول الصلوۃ لیس من قبلی مدخل فیوتی من قبل یمینہ فتقول الزکوۃ لیس من قبلی مدخل فیؤتی من قبل شمالہ فیقول الصوم لیس من قبل مدخل فیوتی من قبل رجلیہ فیقول فعل الخیرات ومایلیھا من المعروف والاحسان الی الناس لیس من قبلنا مدخل فیقال لہ اجلس فیجلس وقد مثلت لہ الشمس قد قربت من المغرب فیقال لہ اخبرنا عما نسألك فیقول دعوني أصلي فیقولون انك ستفعل فأخبرنا عما نسألك فیقول عم تسألوني فیقال لہ ما تقول في ھذا الرجل الذي کان فیکم فیقول اشھد انہ رسول اللہ جاءنا بالبینات من عند ربنا فصدقنا واتبعنا فیقال صداقت علی ھذا حبیت وعلی ھذا مت وعلیہ تبعث ان شاء اللہ من الأمنین ویفتح لہ في قبرہ من نصرۃ ویقال افتحوا لہ بابا الی النار فیفتح فیقال ھذا منزلك لو عصیت اللہ فیزداد غبطۃ وسرورا ویقال افتحوا لہ بابا إلی الجنۃ فیفتح لہ فیقال ھذا منزلك وما أعد اللہ لك فیزداد غبطۃ وسرورا فیعاد الجسد الی اصلہ من التراب ویجعل روحہ فی النسیم الطیب وھی طیر اخضر تعلق فی شجر الجنۃ‘‘

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مردے کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور جب لوگ اسے چھوڑ کر لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ لہٰذا اگر وہ مومن ہوتا ہے تو نماز اس کے سر کی جانب اور زکوٰۃ دائیں، روزہ بائیں اور اچھے کام اور حسن سلوک جو اس نے لوگوں کے ساتھ کئے ہیں پیر کی جانب آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے سر کی جانب سے اس تک پہنچنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ ادھر سے کوئی گنجائش نہیں تو پھر دائیں جانب سے اس تک پہنچنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو زکوٰۃ انکار کرتی ہے اور بائیں طرف کا جب قصد کیا جاتا ہے تو روزہ آڑے آتا ہے پھر پیر کی طرف سے امید کی جاتی ہے تو اس کے اعمال خیر سنتری کی ڈیوٹی دیتے نظر آتے ہیں تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اچھا اُٹھ کے بیٹھو! چنانچہ وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اس وقت اس کے سامنے آفتاب کی صورت اس طرح پیش کی جاتی ہے جیسے کہ وہ غروب ہو رہا ہو، تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تم ہمیں

ہمارے سوالات کے جواب دو، تو وہ کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ یئے میں نماز پڑھ لوں تو فرشتے کہیں گے کہ تم عن قریب پڑھ لو گے۔ لہٰذا ہم جو پوچھیں اس کا جواب دو! تو یہ کہے گا کہ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ تو کہا جائے گا کہ تم اُس شخص کے بارے میں جو تم میں تھا کیا کہتے ہو؟ وہ جواب میں کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے پاس ہمارے رب کے پاس سے دلائل لائے تھے۔ چنانچہ ہم نے اُن کی اس سلسلے میں تصدیق کی اور پیروی کی تو کہا جائے گا کہ تم ٹھیک کہتے ہو تم اسی پر زندہ رہے اور اسی پر مرے اور ان شاء اللہ اسی پر تم اُٹھائے جاؤ گے اور امن پانے والے لوگوں میں سے ہو گے۔ اور اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ اس کے لئے جہنم کا دروازہ کھول دو چنانچہ وہ کھلے گا تو اُس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہاری جگہ ہوتی اگر تم خدا کی نافرمانی کرتے (یہ دیکھ کر) وہ بہت مسرور ہو گا پھر کہا جا گا کہ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولو تو وہ دروازہ کھل جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا کہ دیکھو یہ تمہاری جگہ ہے اور اس کی وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تیار کی ہیں وہ تمہارے لئے ہیں تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سمائے گا، اس کے بعد اُس کے جسم کو اپنی اصل یعنی مٹی کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور روح کو نسیم طیب یعنی سبز پرندے کی شکل دی جائے گی، جو جنت کے درختوں پر رہے گی۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کو اس کے اعمال صالحہ آ کر گھیر لیتے ہیں۔ لہٰذا اس کے پاس جب کوئی آنے والا آتا ہے اور اس کے سر کی طرف سے اس تک پہنچنا چاہتا ہے تو تلاوت قرآن آڑے آ جاتی ہے اور اگر پیروں کی جانب سے جانا چاہتا ہے تو تہجد کے لئے اُس کا کھڑا ہونا روک دیتا ہے، اور اس کے ہاتھ کی طرف سے جانا چاہتا ہے تو دونوں ہاتھ کہتے ہیں کہ واللہ! یہ تو ہمیں دعاء کے لئے اور صدقہ دینے کے لئے دراز کرتا تھا، اگر اس کے منہ کی طرف سے آنا چاہے تو ذکر اللہ روزہ، نماز حائل ہو جاتے ہیں اور صبر آواز کرتا ہے کہ اگر مجھے کہیں جگہ ملتی تو میں بھی اُس کا ساتھی ہو جاتا اور اس کو اعمال صالحہ دور کرتے ہیں جیسے کہ آدمی بھائی اور اپنے اہل وعیال اور والدین سے لوگوں کو دور کرتا ہٹاتا ہے۔ لہٰذا اُس سے کہا جاتا ہے کہ اچھا تم سوو! اللہ تمہارے سونے میں برکت عطا فرمائے۔ کتنا بہتر حال ہے تمہارا اور کتنے اچھے تمہارے ساتھی ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے طریق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا ہے: "اذا دخل الانسان فی قبره فان کان مؤمنا احف به عمله الصلوٰة والصوم فاتیه الملک من نحو الصلوٰة فتردوا من نحو الصوم فیرده فیاتیه فینادیه اجلس فیجلس فیقول ماتقول فی هذا الرجل قال من قال محمد فیقول اشهد انه رسول الله فیقول مابدریک قال ادرکته قال اشهد انه رسول الله فیقول علیٰ ذلک حییت وعلیه مت وعلیه تبعث"

کہ جب آدمی قبر میں داخل ہوتا ہے تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو اُسے اُس کے عمل روزہ اور نماز گھیر لیتے ہیں لہٰذا جب اُس کے پاس نماز کی طرف سے فرشتہ پہنچنا چاہتا ہے تو نماز اُسے لوٹا دیتی ہے اور جب وہ روزے کی جانب سے جاتا ہے تو روزہ بھی اُسے لوٹا دیتا ہے تو اس کے قریب آ کر آواز دیتا ہے کہ بیٹھو! چنانچہ وہ بیٹھ جاتا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے کہ تم اُس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو تو وہ کہتا ہے کہ کون ہیں؟ تو کہتا ہے کہ محمد تو یہ کہتا ہو کہ میں شہادت دیتا ہوں اس بات کی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، تو فرشتہ کہتا ہے کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ تو وہ پھر کہتا ہے کہ میں شاہد ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو فرشتہ کہتا کہ تم اسی پر زندہ رہے اور اسی پر مرے اور اسی پر تم اُٹھائے جاؤ گے۔

حافظ ابو القاسم للکائی نے اپنی کتاب السنۃ میں نقل کیا ہے کہ بکر بن نصر الصائغ کہتے تھے کہ میرے باپ بلا

تخصیص ہر کسی مومن کی نماز جنازہ پڑھنے کے پابند تھے تو وہ اپنے لڑکے سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بیٹے! میں ایک روز ایک جنازے پر حاضر ہوا، تو جب اُس کو لوگ لے گئے اور اُسے لوگوں نے دفنایا تو دو نفوس قبر میں داخل ہوئے، پھر ایک شخص تو نکل گیا اور دوسرا اُسی میں رہ گیا، اور لوگوں نے قبر میں مٹی ڈالنی شروع کر دی، تو میں نے کہا، اے لوگو! ایک زندہ کو بھی مردے کے ساتھ دفن کر رہے ہو، تو لوگوں نے کہا، نہیں تو اس میں تو کوئی بھی نہیں ہے تو میں نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ مجھے اشتباہ ہو گیا ہو، پھر میں وہاں سے لوٹا تو یہی کہتا رہا کہ میں نے دو آدمیوں کو قبر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے، اور ایک تو نکلا اور ایک اُسی میں رہ گیا۔

چنانچہ میں پھر قبرستان پر آیا اور دس دس مرتبہ سورہ یٰسین، سورہ تبارک پڑھی اور خوب رویا اور کہا کہ خدایا مجھے یہ ظاہر کر دے جو کچھ میں نے دیکھا ہے، کیونکہ اس واقعہ کے بعد اپنی عقل اور دین پر بہت آسان ہوں۔ چنانچہ وہ قبر پھٹی اور اُس میں سے وہ شخص نکلا اور پیٹھ دے کر جانے لگا، تو میں لئے اُس سے کہا کہ تمہیں تمہارے معبود کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم کھڑے نہیں ہوگے کہ میں تم سے کچھ پوچھوں؟ تو اُس نے کچھ دھیان نہیں دیا تو پھر میں نے اُس سے دو دفعہ کہا، تو وہ رکا اور میری طرف متوجہ ہوا، اور کہا کہ آپ نصر الصائغ ہیں، تو میں نے ہاں کہا، تو اُس نے کہا کہ کیا تم مجھے پہچانتے نہیں ہو؟ میں نے جواب میں کہا کہ نہیں، تو اُس نے سمجھایا کہ ہم دونوں رحمت کے فرشتوں میں سے دو فرشتے ہیں، ہمیں اہل سنت والجماعت کے لوگوں کے لئے مامور کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنی قبروں میں دفن کئے جاتے ہیں تو ہم اُن کے پاس جاتے ہیں یہاں تک کہ ہم انہیں اثبات کی تلقین کرتے ہیں۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں نقل کیا ہے کہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ: ہم نے قبور کی روشنی طلب کی تو ہم نے اُسے تہجد کی نماز میں پالیا، اور منکر نکیر کے جواب کو چاہا تو اُسے تلاوت قرآن میں پایا اور پل صراط کے عبور کرنے کو چاہا تو اُسے روزے اور صدقے میں پایا اور قیامت کے دن کے سائے کو چاہا تو اسے خلوت میں پایا۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''ما من مسلم او مسلمة يموت ليلة الجملة او يوم الجمعة الا وقى عذاب القبر و فتنة القبر و لقى الله و لا حساب عليه و جاء يوم القيامة و معه شهود يشهدون له او طابع و قد وردت الاحاديث و نصوص العلماء باستثناء جماعة من السوال منهم الشهداء و الصديقون و الرابطون و المطيعون و كذلك الاطفال في ارجح الاقوال'' کہ جو بھی مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت، جمعہ کی رات یا دن میں مرے تو وہ قبر کے عذاب اور فتنے سے محفوظ کر دیا جاتا ہے اور خدا سے ملاقات اس طرح کرے گا کہ اُس سے کوئی حساب نہ ہوگا اور وہ قیامت کے دن اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کے ساتھ بہت سے شاہد ہوں گے جو اس کی شہادت دیں گے یا اس کے ساتھ اس کے عمل پر مہر تصدیق ثبت کرنے والے ہوں گے، احادیث اور علماء کی تصریحات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن سے سوالات نہیں ہوں گے، اُن میں شہداء ہیں صدیقین ہیں اور مجاہدین اور صلحاء ہیں، اور ارجح قول کے اعتبار سے نابالغ بچے بھی ان میں ہیں۔

قبر میں مومن پر خدا کی رحمت

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ'' خدا اپنے بندے پر سب سے زیادہ مہربان اس وقت ہوتا ہے۔ جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے۔''

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے نبی اکرم ﷺ کا قول نقل کیا ہے: "اذا مات العالم صور الله له علمه فی قبره فیونه فی قبره الی یوم القیامة ویدرا عنه هوام الارض" کہ جب عالم مرجاتا ہے تو اللہ اس کے علم کو دوست کی صورت میں) مصور کر کے بھیج دیتے ہیں تو وہ اس سے قیامت تک الفت و محبت کرتا رہتا ہے اور اس سے زمین کے کیڑے مکوڑے دور کر دیئے جاتے ہیں۔ (الحدیث)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الزہد میں ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلم میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم کیا کہ علم کو سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ کیونکہ میں علم کے سیکھنے والے اور سکھانے والوں کی قبروں کو منور کر دوں گا کہ وہ اپنی جگہوں سے وحشت نہ محسوس کریں۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن کامل کے حوالہ نبی کریم ﷺ کا قول نقل کیا ہے: "من کف اذاه عن الناس کان حقا علی الله ان یکف عنه عذاب القبر" جو شخص اپنی طرف سے تکلیف پہنچانے سے لوگوں کو بچالے گا تو اللہ کے اوپر حق ہو جاتا ہے کہ وہ اسے قبر کے عذاب سے بچادے۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ میں نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے قبروں کے مقامات کو دکھا دیا جائے، تو میں نے ایک رات میں دیکھا کہ قبریں شق ہوئیں تو اُن میں بعض تخت پر سو رہے ہیں، بعض رو رہے ہیں، بعض ہنس رہے ہیں۔ تو میں نے جناب باری میں درخواست کی کہ مولی! ان تمام کو اکرام واعزاز میں برابر کر دیا جائے! تو قبر ہی میں سے ایک آواز آئی کہ اے شخص! یہ تو اعمال کی منزلیں ہیں۔ جو سندس کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں وہ بلند اخلاق لوگ ہیں اور جو حریر ود یبا پہنے ہوئے ہیں وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں خدا کی راہ میں قربان کر کے درجہ شہادت حاصل کیا ہے اور ریحان والے روزہ دار ہیں اور رونے والے خطا کار ہیں۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مردوں کو اچھی یا بری حالت میں دیکھنا یہ ایک قسم کا کشف ہو جسے اللہ بندے پر خوشخبری دینے کے لئے یا عبرت حاصل کرنے کے لئے ظاہر کرتا ہے یا میت کی کسی مصلحت کے لئے یعنی اس کے قرض ادا کرنے یا اُس کی طرف بھلائی کرنے کے لئے ظاہر کرتا ہے۔ نیز کہا ہے کہ یہ بسا اوقات خواب میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی عالم بیداری میں بھی ہوتا ہے، مگر یہ اولیاء اللہ کی خصوصیات ہیں۔

اور یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کفایۃ المعتقد میں نقل کیا ہے کہ بعض بزرگ اپنے والد کی قبر پر جا کر کبھی کبھی اُن سے باتیں کیا کرتے تھے۔

لالکائی نے اپنی کتاب السنہ میں نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ احفار کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مقبرہ پر گیا تو ایک قبر سے مجھے ایک مردے کے رونے کی آواز آئی پھر دوسری قبر سے سنا کہ ایک مؤذن اذان دے رہا ہے اور وہ مردہ اپنی قبر سے جواب دے رہا ہے۔

مردے اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحلیہ میں لکھا ہے کہ جبیر نے خدائے لایزال کی وحدانیت کی قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ میں نے ثابت البنانی کو قبر میں داخل کیا اور میرے ساتھ حمید الطویل بھی تھے۔ جب میں نے اُن کی قبر پر اینٹیں برابر کر کے رکھیں تو اچانک اُس کی ایک اینٹ گر گئی تو دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول ہیں اور وہ اپنی زندگی میں یہ کہا

کرتے تھے کہ خدایا! اگر تو اپنی مخلوق کو اُس کی قبر میں نماز کی اجازت دیتا ہو تو مجھے بھی دینا۔ چنانچہ خدا نے اُن کی دعا سن لی اور اُنہیں بھی اس بابرکت عبادت سے نوازا۔

مردے اپنی قبروں میں تلاوت قرآن بھی کرتے ہیں

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعض اصحاب انجانے میں ایک قبر پر بیٹھ گئے، تو اچانک ایک شخص کے سورہ ملک تلاوت کرنے کی آواز آئی، یہاں تک کہ اُس نے پوری سورہ تلاوت کر ڈالی۔ تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کی اطلاع دی، تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورہ عذاب کو روکنے والی اور اُس سے نجات دینے والی ہے۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی بابت لکھا ہے کہ اُن کا بیان ہے کہ میں اپنا مال لینے کے لئے غابہ میں گیا تو مجھے وہیں رات ہوگئی تو میں عبید اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرا تو میں نے قرآن پاک تلاوت کرنے کی دلکش آواز سنی جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں سنی تھی، میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "یہ عبد اللہ تھے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ روحوں کو قبض کرتا ہو تو انہیں زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر اُن کو جنت کے وسط میں لڑکا دیتا ہے اور رات کے ہوتے ہی روحیں اُن میں آتیں اور صبح ہوتے اپنی اپنی جگہوں میں چلی جاتی ہیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابراہیم بن عبد الصمد المہدی کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو قلعے کو صبح تڑکے ہی جاتے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ ہم ثابت البنانی کی قبر پر گئے تو قرآن کی تلاوت کی آواز سنی۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مومن کو میں قرآن پاک دیا جاتا ہے جس میں وہ تلاوت کرتا ہے۔ نیز یہ لکھتے ہیں کہ عاصم السعطی نے بیان کیا ہے کہ ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی تو اُس میں ایک سوراخ ہو گیا، تو دیکھا کہ ایک شیخ قبر میں ہیں جن کے کپڑے اور قریب پاس کی تمام چیزیں سبز رنگ کی ہیں اور ان کی بغل میں قرآن پاک ہے جسے قبلہ رخ ہو کر پڑھ رہے ہیں۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوالنصر نیسا پوری رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے، قبر کی کھدائی کا کام کرتے تھے۔ اُن کا کہنا ہے کہ میں نے قبر کھودی تو اُس میں ایک دوسری قبر نکل آئی، تو میں نے اس میں ایک خوبصورت نوجوان کو دیکھا کہ بہترین دوہرا لباس زیب تن کئے ہوئے پلوتھی مارے بیٹھا ہوا ہے اور اُس کی بغل میں خوبصورت خط میں لکھی ہوئی کتاب یعنی قرآن ہے، جس کی تلاوت کر رہا ہے، اُس نے جب مجھے دیکھا تو پوچھا کہ کیا قیامت آگئی؟ میں نے اُس کا جواب نفی میں دیا تو اُس نے کہا کہ اچھا تو میری قبر کی اینٹوں کو اپنی جگہ پر رکھ دو! چنانچہ میں نے اینٹیں جہاں کی تہاں رکھ دیں۔

سہیل نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہو کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ قبر کھود رہے تھے کہ اُس میں ایک دوسری قبر نکلی تو ایک شخص کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہوا قرآن کی تلاوت کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہرا بھرا باغیچہ ہے، اُس کے چہرے پر زخم کا نشان تھا، جس سے انہوں نے محسوس کیا کہ یہ شہید ہیں۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے ایک ولی کی قبر کھودی اور

انہیں قبر میں داخل کر کے اینٹیں برابر کر رہا تھا کہ ایک اینٹ دوسری قبر سے گری، جو اس سے متصل تھی، تو میں نے اُس میں ایک سفید پوش بوڑھے شخص کو دیکھا جن کی بغل میں سونے کا قرآن تھا جو سونے ہی سے لکھا ہوا تھا اُسے وہ پڑھ رہے تھے۔ کہ میری طرف اُنہوں نے سر کو اٹھایا اور پوچھا کہ کیا قیامت قائم ہو چکی؟ تو میں نے کہا کہ نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اچھا تو انیٹ میری قبر کی برابر کر دو! خدا تمہیں خوش رکھے، چنانچہ میں نے اُس قبر کی اینٹ کو برابر کر دیا۔

نیز یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہم سے بعض دوسرے معتمد قبر کھودنے والوں نے بیان کیا ہے کہ ہم نے ایک قبر کھودی تو ایک شخص کو دیکھا کہ قرآن کی تلاوت میں مصروف ہے اور اُس کے تخت کے نیچے نہر جاری ہے۔ چنانچہ جب یہ منظر دیکھا تو غشی آ گئی اور قبر سے نکل کر گھومنے لگے اور تیسرے روز ہوش و حواس درست ہوئے۔

قبر میں ملائکہ مومنین کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں

ابوالحسن ابن وشیران رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فوائد میں عطیۃ العوفی کے طریق سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''من قرأ القرآن ثم مات ولم یستحضره اتاه ملک یعلمه فی قبره فیلقی الله وقد استحضره'' کہ جو شخص قرآن پڑھے اور مر جائے اور اسے یاد نہ ہو، تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے وہ اسے سکھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور قرآن یاد ہو جاتا ہے۔ (الحدیث)

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عطیۃ العوفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب مومن خدا سے ملتا ہے اور وہ قرآن نہیں پڑھے ہوئے ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے قرآن پڑھنا قبر میں سکھا دیتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پڑھنے پر اُسے ثواب بھی دیتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب مومن بغیر قرآن پڑھے ہوئے مرجاتا ہے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اُسے قرآن یاد کرائیں۔

نیز یزید الرقاشی سے نقل کیا ہے کہ اگر مومن کو تھوڑا سا حصہ قرآن کا پڑھنا رہ جائے تو اُسے بھی یاد کرانے کا حکم ہوتا ہے۔

قبر میں مومن کا لباس

عبداللہ ابن احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے زوائد الزہد میں عبادہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرے ان دونوں کپڑوں کو دھو کر مجھے انہیں میں کفنا دینا۔ کیونکہ یا تو میں اُن لوگوں میں ہوں گا جن کو یہ کپڑے نکال کر اچھے کپڑے پہنائے جائیں گے یا ان لوگوں میں ہوں گا جن سے یہ کپڑے چھین لئے جائیں گے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن راشد سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں کہا کہ دیکھو میرے کفن میں تجاوز سے مت کام لینا، کیونکہ اگر خدا نے میرے نصیب میں خیر لکھا ہوگا تو میرا کفن بدل کر اس سے اچھا کفن پہنا دے گا اور اگر نہیں تو کپڑے بھی مجھ سے چھین سے لئے جائیں گے، نیز میری قبر کو بھی زیادہ وسیع مت کرنا کہ اگر قسمت میں بھلائی ہوگی تو میری قبر وسیع سے وسیع کر دی جائے گی اور اگر ایسی بات نہیں ہوگی تو میری قبر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ میرے پہلو ادھر کے اُدھر ہو جائیں گے۔

سعید ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے مصنف سے لکھا ہو کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت کہا کہ میرے لئے دو کپڑوں سے زیادہ مت خریدنا اس لئے کہ اگر قسمت یاوری کرے گی تو مجھے اس سے اچھے لباس وہاں پہنائے جائیں گے اور اگر نہیں تو یہ دونوں کپڑے بھی مجھ سے چھین لئے جائیں گے۔

قبر میں مومن کا بستر

اللہ تعالیٰ کے قول "فلا نفسہم یشھدون" کے تحت مجاہد نے لکھا ہے کہ قبروں میں اُن کے بستر ے لگائے جائیں گے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن سے کہا جائے گا کہ تم بے فکر ہو کر آرام سے سو۔

مردے قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ، نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے کہ: إذا ولی احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ فاھم یتزاورون فی قبورھم (الحدیث) جب تم میں کا کوئی اپنے بھائی کو دفن کرے تو اُسے چاہئے کہ اُس کا کفن اچھا اور عمدہ تیار کرے کیونکہ مردے قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔

حرث ابن اسامہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا ہے۔ حسنوا کفان موتاکم فان یتباھون ویتزاورون فی قبورھم (الحدیث) اپنے مردوں کے کفن اچھے بنایا کرو، کہ وہ آپس میں جب ملتے ہیں تو فخر کرتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المنامات میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہوا تو اس نے ایک روز خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا مگر ان میں اس کی بیوی نہیں تھی، تو سبب پوچھا تو عورتوں نے کہا کہ تم لوگوں نے اس کے کفن میں کوتاہی کی تھی، اس لئے ہمارے ساتھ آنے میں شرم کرتی ہے۔ چنانچہ وہ شخص خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر قصہ بیان کرنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موقع کا انتظار کرو، چنانچہ جب ایک انصاری کی موت کا وقت قریب ہوا تو اس کے پاس آیا اور دو زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے دے کر کہا کہ تم ان دونوں کپڑوں کو میری بیوی کو پہنچا دینا۔ جب رات ہوئی تو اس نے اب جو خواب دیکھا تو ان عورتوں کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔

مردے قبر پر سلام کرنے والے کا جواب دیتے ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ہے کہ جب کوئی مومن اپنے جانے پہچانے مومن بھائی کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے تو وہ مردہ اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے مشروع گردانا ہے کہ قبر والوں کو ویسا ہی سلام کیا کریں جیسا کہ زندوں کو کیا کرتے ہیں۔

روحوں کے مقامات

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ: "ارواح الشہداء فی حواصل طیر حضر تسرح فی الجنة حیث شاءت ثم تاوی الی قنادیل تحت العرش" شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہو کر جہاں چاہتی ہیں گھومتی ہیں، پھر قندیلوں عرش کے نیچے آ کر پناہ لیتی ہیں۔

امام احمد اور ابو داؤد نیز حاکم و بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ "لما اصیب اصحابکم باحد جعل اللہ ارواحھم فی حواصل طیر خضر ترد انھار الجنة و تاکل من ثمارھا و تاوی الی قنادیل من ذھب معلقة فی ظل العرش"

جب تمہارے ساتھی مقام احد میں شہید کر دیئے گئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں کر دیا وہ جنت کی نہروں پر اترتے ہیں اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور سونے کی قندیلوں میں پناہ لیتے ہیں جو عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی ہیں۔

ہناد بن السری نے اپنی کتاب الزہد میں نیز ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ شہداء جنت کے باغوں میں قبوں کے اندر رہتے ہیں ان کے پاس گائے اور مچھلی بھیجی جاتی ہے تو جب کچھ چاہتے ہیں تو ان میں کی ایک دوسرے کو ذبح کر دیتی ہے۔ اور اس کو وہ لوگ کھاتے ہیں تو اس میں وہ جنت کی ہر چیزوں کی لذت محسوس کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ جب شہید کئے گئے تو ان کی والدہ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اگر مجھے اتنا علم ہو جائے کہ حارثہ جنت میں ہیں تو صبر کروں اور اگر کہیں اور ہیں تو آپ مجھے بتائیں کہ کیا کروں؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ جنت کے کئی طبقے ہیں حارثہ رضی اللہ عنہ فردوس الاعلیٰ میں ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ نے کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "انھا تسمة المؤمن طائر یتعلق فی شجر الجنة حتی یرجعه اللہ الی جسده یوم یبعثه" فرمایا ہے کہ مومن کی روح چڑیا کی شکل میں جنت کے درختوں پر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن اس کے بدن کی طرف لوٹا دیں گے۔

ہناد بن السری نے کتاب الزہد میں ہذیل کا قول نقل کیا ہے کہ فرعون کی اولاد کی روحیں سیاہ پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں، جو جہنم میں آتی جاتی رہتی ہیں اور شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں اور مومنین کے نابالغ بچوں کی روحیں عصفور نامی پرندے کے جوف میں ہوتی ہیں جہاں چاہتی ہیں چگتی ہیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومنین کی روحیں سفید چڑیوں کی صورت میں ہو کر عرش کے نیچے رہتی ہیں اور کافرین کی ساتویں زمین کے نیچے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں شب معراج میں ایک ایسے زینے پر پہنچا جہاں سے بنی آدم کی روحیں اوپر کو چڑھ رہی تھیں۔ چنانچہ ہم جبریل کے ساتھ دروازہ کھلوا کر اندر داخل ہوئے تو

حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، دیکھا کہ اُن کے سامنے مومن کی روحیں پیش کی جا رہی ہیں، تو اچھی روح اور بہترین کہہ کر فرماتے ہیں کہ اسے علیین میں جگہ دو! پھر ان کے سامنے کفار کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو خبیث اور بڑی روح کو فرماتے ہیں کہ اسے سجین میں داخل کر دو۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ضعیف سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ارواح المؤمنين في السماء السابعة يظرون الى منازلهم في الجنة" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومنین کی روحیں ساتویں آسمان پر ہوتی ہیں جہاں سے اپنی جگہوں کو جنت میں دیکھتی ہیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ: "مومن کی روحیں عالم برزخ میں رہتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کافرین کی روحیں سجین میں رہتی ہیں۔"

مروزی نے الجنائز میں ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ کفار کی روحیں برہوت میں رہتی ہیں جو دلدلی اور شور زمین ہے جو حضر موت کا کوئی حصہ ہے اور مومنین کی روحیں جابیہ مقام میں رہتی ہیں۔

نیز ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ ابن رویم سے نقل کیا ہے کہ جابیہ کی طرف مومن کی پاکیزہ روحیں منتقل ہوتی ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کی روحیں بیئر زمزم میں، اور کافر کی روح وادی برہوت میں رہتی ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے وہب ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مومن کی روح قبض کر کے جس فرشتہ کے پاس لے جاتی ہے اُسے مائیل کہا جاتا ہے۔

ابان ابن ثعلب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اہل کتاب سے نقل کیا ہے کہ جس فرشتہ کے پاس کافر کی روح لے جائی جاتی ہے اسے روحۃ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: احادیث اور آثار سے ارواح کے مقامات کا مختلف ہونا معلوم ہوتا ہے جس سے بظاہر آپس میں تعارض کا شبہ ہوتا ہے، مگر بات یہ ہے کہ یہ مقامات کا اختلاف ارواح کی استعداد و لیاقت کی وجہ سے ہے جو روح جس مقام کے مناسب تھی اُسے وہ جگہ جو دی گئی۔

ہاں! یہ اشتباہ ہو سکتا ہے کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ قبر پر سلام کرنے والے کا مردے جواب دیتے ہیں، اور ان احادیث و آثار سے روحوں کا مقام کہیں اور معلوم ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان احادیث کا آپس میں متعارض ہونا معلوم ہوتا ہے مگر اسے بھی صاف اس طرح پر کیا جا سکتا ہے کہ کلام کے لئے روح کا تداخل جسم میں دنیا میں ضروری ہے نہ کہ عالم برزخ و عالم بالا میں، کیوں کہ وہاں رُوح کی شان ہی دوسری ہے۔ اپنے مقامات میں ہوتے ہوئے بھی اُن کا تعلق قبر سے اتنا قوی ہوتا ہے کہ روحیں ہر سلام پیام کو سن لیتی ہیں اور جواب بھی دے دیتی ہیں۔ خصوصاً آج کل کے سائنسی دور میں ایسے ایسے اشتباہات هباءً منثورًا کی طرح حل ہوتے جا رہے ہیں۔ زیادہ تفصیل کے لئے شرح الصدور علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کتاب الروح کا مطالعہ کیجئے۔

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند بابت ماہ جون، جولائی، اگست، دسمبر ۱۹۶۱ء و مارچ ۱۹۶۲ء)